مشاہدات۔499
حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

اسلامی تہذیب و تمدّن

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان:19)

اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

معزز سامعین! آج مجھے اسلامی تمدّن اور اسلامی تہذیب کے حوالہ سے آپ سامعین سے گفتگو کرنی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی تمدّن کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

"اسلام نے ہمارے لئے ہر بات کے متعلق احکام دے رکھے ہیں۔ یہ احکام بیکار اور فضول نہیں بلکہ نہایت ضروری ہیں اور انہی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے مجموعہ کا نام اسلامی تمدّن ہے۔ اسلامی تمدّن نماز کا نام نہیں، روزے کا نام نہیں، زکوٰۃ کا نام نہیں بلکہ ان چھوٹے چھوٹے احکام کے مجموعہ کا نام ہے جو ایسا تغیّر پیدا کر دیتے ہیں کہ اس کی وجہ سے وہ سوسائٹی دوسری سوسائیٹیوں سے نمایاں اور ممتاز نظر آتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ 21 اپریل 1933ء)

گویا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اسلامی احکام کے دو حصے کئے ہیں ایک وہ احکام جن کا تعلق عبادات سے ہے۔ جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ اور دوسرے وہ اسلامی احکام ہیں جن کا تعلق معاشرہ کے سُدھرنے سے ہے، جیسے صفائی ستھرائی، میل جول کے آداب اور ایک دوسرے کے ساتھ نرمی و محبت کا سلوک روا رکھنا اور انہی دوسری قسم کے احکام کو حضرت مصلح موعودؓ نے "اسلامی تمدّن" کا نام دیا ہے۔ اردو، فارسی، عربی اور انگریزی لغات میں اِس لفظ کے تحت لکھا ہے۔ طرزِ معاشرت، طرزِ زندگی، آدابِ معاشرت، مِل جُل کر رہنے کا طریق، اجتماعی طور پر مسائل زندگی میں حصہ لینا، اپنی ترقی اور آسائش کے وسائل تہذیب کے دائرے میں رہتے ہوئے فراہم کرنا، آداب، اخلاق، تمیز، تہذیب، انگلش میں اِسے Civilization کہا جا سکتا ہے۔

تمدّن کے چند ایک پہلوؤں پر روشنی ڈالنے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ اِن میں بعض امور اتنے چھوٹے ہیں جن کے بارے میں انسان یہ سوچتا ہے کہ اگر مَیں نے اِن پر عمل نہ بھی کیا تو کوئی پہاڑ نہیں گر جائے گا۔ یہ سوچ اور خیال غلط ہے۔ بعض اوقات معاشرے کے کسی انسان کی چھوٹی سی غلطی بڑی تباہی پر منتج ہوتی ہے اور بعض اوقات چھوٹی سی ضرورت پوری نہ ہونے کی وجہ سے بہت بڑے کام سے محرومی ہوتی ہے۔ جیسے کچن میں ترکاری تیار کرنے کے لئے ہر سبزی اور ہر ضرورت موجود ہے ماسوائے ماچس کے یا آگ لگانے کے انتظام کے تو لاکھ جتن کرنے کے، لاکھ کوشش کرنے کے ترکاری تیار نہیں ہو سکتی۔ اِسی طرح چھوٹے چھوٹے امور میں سے کسی ایک بات اور چیز کے نہ ہونے سے نہ تو اسلامی معاشرہ قائم ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسلامی تمدّن کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ آج مَیں نے اپنی گفتگو میں ہر انسان کی ذات سے متعلقہ امور کا چناؤ کیا ہے کہ کس طرح ہم میں سے ہر ایک معاشرہ میں اپنے آپ کو سُدھار کر اسلامی معاشرہ بنانے میں اپنا حق ادا کر سکتا ہے۔ اس کے لئے اوّلاً ہم میں سے ہر ایک کو جدّوجہد، کوشش اور اعمالِ صالحہ بجالانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار "اٰمَنُوْا" کے ساتھ "عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" کے الفاظ لا کر یہ بتایا ہے کہ ہمیں صرف اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا کافی نہیں بلکہ اُس کو اعمال صالحہ سے مزیّن کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ (التوبۃ:88) کہ اللہ اور اُس کے رسول

پر ایمان لانے والے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے اموال اور جانوں یعنی اعمال سے جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ اِن مومنوں کا شعار ہوتا ہے۔ اعمال صالحہ کا مضمون اتنا اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۔ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (النجم:39-40) کہ کوئی انسان دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا اور ہر انسان کو وہی ملے گا جو اُس نے کوشش کی۔ یہ اسلامی طرزِ معاشرت کا پہلا چھوٹا مگر عظیم اصول بیان ہوا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

سامعین! ہر انسان کی اپنی زندگی سے تعلق رکھنے والا دوسرا اصول جو طرزِ معاشرت میں درستی کے لئے ہر انسان کو اپنے اوپر لاگو کرنا ہے۔ وہ اموال کا درست طریق پر حاصل کرکے اُسے اسراف و تبذیر سے بچا کر درست اسلامی طریق پر خرچ کرنا ہے۔ دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرنے سے منع کرکے خود اپنی کمائی حاصل کرنا اور خرچ کرنے کے حوالے سے اپنے اوپر جائز طریقوں سے استعمال کرکے زائد رقم کو مستحقین پر خرچ کرنا مستحب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِسے "عفو" کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ (البقرة:220) اور بارہا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کے الفاظ استعمال فرما کر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مومنوں کو تلقین فرمائی ہے۔ جہاں تک اپنی ذات پر یا اپنے افرادِ خاندان پر خرچ کرنے کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے حلال کے ساتھ طیب (البقرة:169) کا لفظ لا کر تاکید فرمائی کہ حلال میں سے بھی وہی چیزیں کھاؤ جو خوشگوار ہوں۔ طبیعت کو اچھی لگیں اور صحت کے لئے مفید ہوں۔ جیسے ذیابطیس کے مریضوں کے لئے میٹھا حلال ہے مگر طیب نہیں ہے۔ اِس سے اجتناب چاہئے تا معاشرہ میں بیماریاں کم ہوں اور صحت مند ماحول میسر آئے۔

میرے بھائیو! ایک اہم امر جس کی طرف آج کے ماحول میں توجہ دلانی ضروری ہے وہ ہے لباس اور زیب و زینت۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تاکید فرمائی کہ لباس، خوبصورتی اور حسن و زیبائش کے لئے پہنا جائے۔ ایسا لباس جو دیدہ زیب ہو، جس میں فضول خرچی سے اجتناب برتا گیا ہو۔ لباس سے مراد ظاہری کپڑوں کے علاوہ انسان کی اپنی وضع قطع اور شکل و صورت نیز پسندیدہ عادتیں اور نیک آرزوئیں بھی ہیں۔ جو اسلامی تہذیب کا اہم حصہ ہے اور اسلامی تمدّن کے قیام کے لئے بہت ضروری ہے۔ اِسی سے ملتی جلتی ایک عادت صحت و صفائی سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک مومن کے لئے اچھا دماغ، عمدہ اور اچھی صحت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوتؑ کو علم کے ساتھ ساتھ جسمانی قوت بھی بہت مقدار میں عطا کر رکھی تھی۔ اچھی صحت کے لئے صفائی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ جس سے انسان کے جسم اور کپڑوں کی صفائی تو مراد ہے ہی۔ اِس سے ماحول کی صفائی ستھرائی بھی مراد ہے۔ جس ماحول میں انسان رہتا ہے اُس کا اُس کی طبیعت پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ گھر کی صفائی، مساجد کی صفائی، ماحول کی صفائی اور دوسرے کمیونٹی سنٹر کی صفائی ستھرائی انسان کی روحانی صحت اور تندرستی پر بہت گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے عراق پر حملہ کرنے سے قبل جب معلومات لینے اور جائزہ لینے کے لئے ہراول دستے بھیجے۔ حالات سے بادشاہ کو بتایا گیا کہ عراق کے دارالخلافہ بغداد کی مین جامع مسجد کے سامنے ایک گدھا کئی دنوں سے مرا پڑا ہے۔ ہر طرف بدبو اور تعفّن پھیلا ہوا ہے اور نمازی اپنے اپنے ناک کے اوپر کپڑا رکھ کر اُسے ڈھانپ کر گزر رہے ہیں اور کسی کو اس گدھے کو اُٹھانے کی زحمت نہیں ہو رہی۔ بادشاہ نے یہ واقعہ سن کر فوراً یہ کہتے ہوئے بغداد پر حملہ کرنے کا حکم دیا کہ یہ "قوم سو رہی ہے" اور بادشاہ نے حملہ کرکے فتح سمیٹی۔

میرے پیارے بھائیو! حسین طرزِ معاشرت کے لئے ہر انسان کے ساتھ جو ذاتی امور جُڑے ہوئے ہیں اُن میں سے ایک اہم چھوٹی سی بات بول چال اور صاف و سیدھی بات کرنا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (احزاب:71) میں بیان فرمایا ہے کہ ہمیشہ صاف، واضح، محکم اور سیدھی بات کرو اور قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (النساء:6) میں شائستہ، مہذب زبان کے استعمال کرنے کی تلقین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرہ میں تہذیب کو اِس قدر روا رکھا ہے کہ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے شریفوں کی زبان استعمال کرنے، خوبصورت انداز میں اعتدال کے ساتھ باتیں کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جن میں جھوٹ سے پرہیز، سچ کو رواج دینے، نرمی سے بات کرنے کا ذکر ہے۔ نیز لغو اور بے معنی، بے ہودہ اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرنے کا حکم قرآن میں موجود ہے۔ صرف خود ہی نہیں ان باتوں سے بچنا بلکہ اِن باتوں کے پھیلاؤ سے بھی اسلام نے منع فرمایا ہے۔ جیسے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النور:20)

کہ یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو ایمان لائے بے حیائی پھیل جائے اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اِس دنیا میں بے حیائی کی باتیں پھیلاتے ہیں۔ اُن کو اس دنیا میں ہی دردناک عذاب کی خبر دے دے۔ آج کل اِس بے حیائی سے غیر معاشرہ تو لبالب بھرا پڑا ہی ہے۔ ہمارے اسلامی معاشرے بھی کسی غیر سے کم نہیں۔ فحش باتیں، گندے گیت، عریاں تصویریں و لٹریچر کی اشاعت جس طرح سوشل میڈیا کے ذریعہ ہوتی ہے اُس کو بیان کرتے شرم آتی ہے۔ یہ کہنا بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ سوشل میڈیا کہ ذریعہ جس فحاشی کی اشاعت مسلم معاشرے میں ہوتی ہے اتنی تناسب سے غیروں میں نہیں ہوتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سامعین! مسلم معاشرہ میں اُن باتوں کا ذکر قرآن کریم کے حوالے سے ہو رہا ہے جن کا تعلق معاشرہ میں بسنے والے مسلمانوں سے ہے اور جن کی وجہ سے معاشرہ بہت جلد زہر آلود ہو جاتا ہے۔ اُن میں سے ایک انسان کی چال ڈھال سے تعلق رکھتی ہے۔ کتنی باریکی سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو توجہ دلائی کہ جب آپ گلی کوچوں میں چلو تو تکبّر سے اکڑ کر نہ چلو (لقمان:19) پھر اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم ہے۔ (لقمان:20) راستوں کے حقوق کے ذکر میں سورۃ النور آیت 31 میں مومنوں کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ کہ مومن نگاہیں نیچی رکھیں اور بلاضرورت اِدھر اُدھر نہ دیکھیں۔ اس سے اگلی آیت میں ہی مومن عورتوں کو بھی آنکھیں نیچے رکھنے اور بلاضرورت اِدھر اُدھر نہ دیکھنے کا حکم ہے۔ دونوں یعنی مومن مَردوں اور مومن عورتوں کو الگ الگ حکم دینے سے راستوں کے حقوق کی اہمیت و ضرورت زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ احادیث میں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حوالے سے فرمودات بھی بہت واضح طور پر موجود ہیں۔ جیسے فرمایا۔ اِیَّاکُمۡ وَالجُلُوۡسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ۔ کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ راستوں پر آنے جانے والے کو سلام کیا کرو۔ سنی سنائی بات نہ کیا کرو۔ بغیر تحقیق کے باتوں کا افشاء نہ کرو اور بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ٹوہ میں رہ کر معاشرے میں بسنے والے لوگوں کی باتیں سنتے اور پھر معاشرے میں بڑی تگ و دو کے ساتھ پھیلاتے اور معاشرہ کو گدلا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَجَسَّسُوۡا (الحجرات:13) کا حکم صادر فرما کر اس قبیح فعل سے روکا ہے۔

سامعین! اوپر مَیں راستوں کے حقوق میں ایک دوسرے پر سلامتی بھیجنے کا ذکر کر آیا ہوں۔ تقریر کے عنوان کی اہمیت سے اِسے الگ سے ذکر کرنا اِس لئے بھی ضروری ہے کہ اِس سے اسلامی تمدن مضبوط ہوتا ہے اور باہمی میل جول بھی تقویت کا باعث ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ اَفۡشُوا السَّلَامَ کہ سلام کو رواج دو۔ اسلامی سلام جو ہمیں سکھایا گیا وہ "السلام علیکم" ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو السلام علیکم کہے اُسے دس گناہ ثواب ملتا ہے۔ جو اِس کے ساتھ ورحمۃ اللہ بھی بولے تو اُسے بیس گنا ثواب ملے گا اور جو آخر پر "برکاتہ" بھی ساتھ لگائے وہ تیس گناہ ثواب کا مستحق ہوگا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاِذَا حُيِّيۡتُمۡ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡهَاۤ اَوۡ رُدُّوۡهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ حَسِيۡبًا (النساء:87)

کہ اور اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لوٹا دو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

پھر اپنے گھر والوں پر سلامتی بھیجنے کے حوالے سے اللہ کا حکم ہے:

فَاِذَا دَخَلۡتُمۡ بُيُوۡتًا فَسَلِّمُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ تَحِيَّةً مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ (النور:62)

کہ جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں پر اللہ کی طرف سے ایک بابرکت پاکیزہ سلامتی کا تحفہ بھیجا کرو۔

سامعین! اسلامی تمدن کا ایک اہم پہلو حسنِ سلوک ہے جو بڑوں کے ساتھ ہو تو حسنِ سلوک کہلاتا ہے اور چھوٹوں اور بچوں کے ساتھ ہو تو پیار و محبت اور شفقت سے پیش آتا ہے۔ اِس میں والدین، رشتہ داروں، یتیموں، اپنے سے کم درجہ لوگوں کے ساتھ سلوک، ہمسائے، مسافروں، ماتحتوں سے احسان کا سلوک روا رکھنے کا حکم ہمیں بارہا قرآن و احادیث میں ملتا ہے۔ مَیں تقریر کے آخر پر ایک اور قابل قدر اصول بیان کر کے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ وہ ہے ایک دوسرے کی مدد کرنا اور تعاون سے پیش آنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ (المائدہ:3) کہ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

معاشرہ میں ہر قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ ذات پات کے لحاظ سے اور ہنر و کام کے اعتبار سے۔ جب تک ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کریں تو معاشرہ چل نہیں سکتا۔ کوئی گوشت مہیا کرتا ہے، کوئی جوتے گانٹھتا ہے، کوئی کام کاج کرتا ہے، کوئی باہر سڑکوں اور نالیوں کی صفائی ستھرائی کرتا ہے۔ اِن تمام سے عزت سے پیش آنا ضروری ہے۔ اِن کا احترام و توقیر کرنا لازم ہے۔ اِن کے بغیر معاشرہ مکمل نہیں ہو سکتا۔ قادیان میں پارٹیشن کے وقت حضرت مصلح موعودؓ نے کمال حکمتِ عملی سے زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے ایک ایک فرد کو قادیان میں رہنے کا سکیم کا حصہ بنایا تا اگر بائیکاٹ بھی ہو تو ہر چیز قادیان کے اندر موجود ہے اس نیکی اور برّ پر تعاون اسلامی معاشرہ کا ایک حسین پہلو ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تمدّن قائم کرنے کی توفیق دے۔ آمین

گناہ گاروں کے دردِ دل کی بس اک قرآن ہی دوا ہے
یہی ہے خضرِ رہِ طریقت یہی ہے ساغر جو حق نما ہے

(کمپوزڈ بائی: منہاس محمود: جرمنی)

✡✡✡✡